## فصل چہارم

# ایک عالمی حقیقت، 'علاقائی' لباس میں!

'جمہوریت' کے نام پر دنیا بھر میں پچھلی ایک صدی سے جو مصنوعات پائی گئیں، خصوصاً تھرڈ ورلڈ میں، ان کا 'پروڈیوسر' مغرب کو نہ ماننا ایک کھلی حقیقت کا انکار ہے۔ ایک خاص عمل کے زیر اثر، مغرب کے اندر یہ وجود میں آئی اور پھر مغرب سے دنیا میں ہر طرف برآمد ہونے لگی۔ کسی بھی سیاسی یا معاشی یا سماجی نظام کی طرح یہ باقاعدہ ایک نظام ہے۔ اس کے اسلام کے ساتھ کچھ پہلو مشترک ہیں تو یہ بات کچھ اسی کے ساتھ خاص نہیں۔ کسی بھی سیاسی یا معاشی یا سماجی نظام کے اندر اسلام کے ساتھ کچھ مشترک پہلو پائے ہی جائیں گے۔ بلاشبہ سوشلزم کی کئی باتیں اسلام کے کچھ امور سے مشابہت رکھتی تھیں اور بلاشبہ سرمایہ داری نظام کی کچھ جزئیات بھی اسلام کی کچھ جزئیات سے مماثلت رکھ سکتی ہیں مگر اس بنیاد پر کسی باطل نظام کو 'اسلام' نہیں کہا جا سکتا۔

یہ بات کہ اس نظام کا مصدر و منبع یورپ کی پچھلی چند صدیاں ہیں... اِس قدر واضح ہے

کہ محتاج بیان نہیں۔ ہمارا نہیں خیال اِس پر کوئی بھی شخص آپ کے ساتھ اختلاف کر سکتا ہے۔

کہنے کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ کسی چیز پر مغرب کا اجارہ ہونا اور مغرب سے اس کا بر آمد ہونا اس کے بجائے خود باطل ہونے کی دلیل نہیں، لہٰذا اس کا ایک معروضی (Objective) جائزہ لئے بغیر ہی اس کو مسترد کر دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے اور یہ کہ مغرب کسی اچھائی پر چلتا ہے تو وہ اچھائی ہمارے لئے اس وجہ سے شجر ممنوعہ نہیں ہو جاتی کہ اس پر مغرب بھی عمل پیرا ہے...

معروضی انداز سے (Objectively) جمہوریت کو دیکھنے پر بھی ہمیں اعتراض نہیں۔ اگرچہ معروضی انداز سے جمہوریت کو دیکھا جائے، جس کی طوالت کا ہمارا یہ مضمون متحمل نہیں، تو بھی جمہوریت کفر ہی قرار پائے گی... اور اگرچہ اس کے بعض کفریہ پہلو مانند سیکولرزم وسلطانیِ جمہور ہمارے یہاں آگے چل کر کچھ ذکر بھی ہوں گے ... مگر بہرحال یہ ایک اہم سوال رہے گا کہ ہمارے دانشور طبقوں کو جمہوریت کا سراغ ملا کہاں سے؟ کیا، جیسا کہ کسی وقت اِن کی زبان پر آتا ہے، یہ ابو بکرؓ و عمرؓ کی سیرت پڑھتے ہوئے ایک دم کہیں سے اِن کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اپنی تمام تر جمہوری اصطلاحات اور جمہوری کلچر کے ساتھ، اِن کے سیرتِ صحابہؓ و قرونِ اولیٰ کے مطالعہ کے دوران، آپ سے آپ یہ اِن پر منکشف ہوئی، یا پھر یہ لباس پہلے مغرب کے تن پر پہنا ہوا اِن کو نظر آیا اور سو سال تک مسلسل نظر آتا رہا تو اس میں اِن کو دلچسپی پیدا ہوئی؟ پھر جب آقا کی پوشاک اِن کی نظروں میں بے حد جچی تو پھر اس کے 'دلائل' کی رفتہ رفتہ ضرورت محسوس کی گئی اور اُن طبقوں کا اِس پر اعتراض دور کر دینے کی

احتیاج محسوس کی گئی جو 'طرزِ کہن' پہ اڑنے کی ضد کیا کرتے ہیں اور جو کہ 'مساجد پر قابض' ہونے کے ناطے بہر حال یہاں لوگوں کی ایک تعداد پر اثر انداز ہوتے ہیں!؟

واقعہ در حقیقت یہی ہے۔ 'پیپر کرنسی' کی طرح 'جمہوریت' کا بھی دور دورہ ہونے کا ایک وقت تھا۔ یہ وقت کا ایک فیشن ہے۔ جو قومیں ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ[1] کو نہیں مانتیں اور جنکی مذہبی کتابوں میں 'شورائیت' کا کہیں کوئی ذکر نہیں انکے ملکوں میں بھی اسی نظام کو آنا تھا۔ ہمارے یہاں بھی اسی کو چلنا تھا۔ البتہ ہمارے مغرب کے خوشہ چینوں کی خوش قسمتی کہ اِنکو اسلام سے بھی 'دلائل' مل گئے۔ ویسے اگر یہ 'دلائل' نہ ملتے تو کیا خیال ہے 'جمہوریت' اپنے ہاں نہ آتی!!؟

چنانچہ اب 'جمہوریت' کو ہر سمت سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ 'جدید' ذہن رکھتے ہیں اور 'روشن خیال' کہلاتے ہیں تو اس جمہوریت کا ثبوت آپ کو چرچل اور ابراہیم لنکن سے دیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر آپ 'پرانی' طرز کے آدمی ہیں تو اسی جمہوریت کا ثبوت آپ کو 'خلافت راشدہ' سے فراہم کیا جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں چیز ایک ہی ثابت ہو گی، یعنی جمہوریت۔ اس کا آپ 'اسلامی' مطلب لینا چاہتے ہیں تو بے شک لیجئے، 'غیر اسلامی' مطلب لینے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو اس کی آزادی ہے۔ آپ کی خوشی پر کسی کو کیا اعتراض! مگر جس جمہوریت میں آپ حصہ لیں گے وہ ایک ہی جمہوریت ہے! اب ہر کسی کو اس کی پسند کی

[1] کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد نئے خلیفہ کے 'انتخاب' کے لیے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو چیف الیکشن کمیشن مقرر کیا گیا تھا!

جمہوریت ملنے سے تو رہی۔ اتنی جمہوریتیں کہاں سے لائی جائیں کہ ہر شخص خوش ہو جائے۔ ملک ایک ہے تو جمہوریت بھی وہاں ایک ہی ہو گی۔ جہاں سب کو رہنا ہے وہاں سب کو ایک ہی چیز پر اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا جو چیز دستیاب ہے وہ تو ہے ایک ہی البتہ اس کی تفسیر آپ اپنے اپنے انداز سے کر سکتے ہیں۔ اس میں 'تنوع' پیدا کرنے کی یہی ایک صورت ہے!

چنانچہ ہر آدمی اس 'جمہوریت' سے اپنی مرضی کا مطلب اور مفہوم لے سکتا ہے۔ اس میں اور اپنے ملک کے دستور میں اس بات کی پوری گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ اب آپ پر ہے کہ آپ اس 'اپنے والی جمہوریت' کا مطلب کیا لیتے ہیں اور اس کے جواز کی دلیل کہاں سے لیتے ہیں۔ مغرب سے یا مشرق سے، شمال سے یا جنوب سے ... آپ کسی بھی طرف سے اس جمہوریت تک پہنچ سکتے ہیں ... کچھ شک نہیں کہ جمہوریت کے اس عالمی نظام میں اسلام پسندوں کو بھی یہ 'سہولت' فراہم کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ اس جمہوریت کا جواز ثابت کرنے کے لئے اسلام پسند اپنا الگ طرز استدلال اپنا سکتے ہیں جبکہ 'غیر مذہبی' پارٹیاں عین اسی جمہوریت کو ثابت کرنے کے لیے اپنا الگ طرز استدلال رکھ سکتی ہیں۔ غرض اسلام پسندوں کے 'شرعی دلائل' بھی عملاً اسی چیز کو ثابت کر رہے ہوں گے جسے مغرب زدہ طبقوں کے 'غیر شرعی دلائل' !!!

اس 'حکمت' کا تقاضا یہ ٹھہرا ہے کہ جمہوریت کے پس منظر میں جہاں افلاطون اور یونان کی قدیم عوامی جمہوریتوں کا ذکر ہو اور جہاں چرچل اور لنکن کا حوالہ دیا جائے وہاں ــــ معاذ اللہ ــــ ابو بکرؓ و عمرؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ کا بھی ذکر کر دیا جائے بلکہ بعض حلقوں کو

قائل کرنے کے لیے تو حوالہ دیا ہی ابو بکرؓ و عمرؓ کا جائے۔ البتہ دلیل جو بھی دی جائے اور حوالہ جو بھی کسی کو دل لگے عملاً اس سے جو چیز ثابت ہو وہ ایک ہی ہو اور ایک ہی ہو سکتی ہے: ملک میں رائج نظام کی حقانیت۔ حتی کہ اگر آپ ایسا پائیں کہ یہ تو پوری جمہوریت نہیں تو اس کو 'پوری جمہوریت' بنانے کے لیے اس کو ماننا ضروری ہو اور اگر آپ محسوس کریں کہ یہ نظام تو پورا اسلامی نہیں تو اس کو 'پورا اسلامی' کرنے کے لیے اس کا دیا ہوا راستہ اختیار کرنا ناگزیر ہو... غرض ان سب بحثوں سے عملاً صرف ایک چیز ثابت کرنے کی گنجائش ہو اور وہ ہے تیسری دنیا کو دیے جانے والے اِس 'نظامِ مشقت' کے ساتھ خود چلنا اور قوم کو _یا قوم کے ان طبقوں کو جو آپ کے پیچھے چلتے ہیں_ لشتم پشتم اس کے ساتھ چلانا۔

حتی کہ اس نظام کو بدلنے کے لیے بھی پہلے اس کا حصہ بنئے اور اپنے اوپر باقاعدہ اس کی مہر لگوائیے پھر اس کے مقرر کردہ طریق کار کے مطابق __جی ہاں صرف اور صرف اسی کے مقرر کردہ طریق کار کے مطابق اور اس کی نشان کردہ سب راہداریاں گزر کر__ اس میں تبدیلی کی درخواست دیجئے۔ یہ آپ کی اس تبدیلی کی تجویز کو __جو کہ ظاہر ہے جزوی ہی ہو سکتی ہے__ رد کر دے تو اس کی مرضی۔ آپ کی کوئی بات اس کو پسند آجائے __کبھی کبھی شریعت کے حوالے دیے جانا اس کو پسند بھی آتا ہے!__ تو اس کی مرضی۔ بہر حال کچھ تبدیلی ہو یا نہ ہو... یا یوں کہہ لیجئے کہ جب تک کچھ تبدیلی نہ ہو، آپ کو اس کے ساتھ بہر حال چلنا ہوتا ہے۔

غرض اس گرداب میں آنے کے لیے ہر آدمی اور ہر گروہ الگ الگ دلیل اور الگ الگ

بنیاد اختیار کرتا ہے۔ ہر پارٹی کے ہاں اس کے اسباب جدا ہیں مگر عملاً سب کو ایک ہی عمل میں شریک ہونا ہے۔ پاکستان میں بحالی جمہوریت کی تحریک چلانے اور بار بار کی انتخابی مشق کرنے کے لیے غیر مذہبی جماعتیں جو وجوہات رکھتی ہیں وہ یقیناً ان وجوہات سے بہت مختلف ہوں گی جو عین اسی محنت کے لیے ہماری مذہبی جماعتیں اپنے پاس رکھتی ہوں گی مگر عملاً دونوں پر ایک ہی قاعدہ قانون کا اطلاق ہو گا اور عملاً دونوں کو ایک ہی قسم کی جمہوریت ملے گی۔ آپ اس کو لیتے ہوئے جو بھی نیت کرتے ہیں وہ آپ کا اپنا معاملہ ہے مگر وہ چیز جو آپ کو بالفعل دی جارہی ہے صرف ایک ہے خواہ آپ 'اسلام پسند' ہیں یا 'ترقی پسند' یا 'لادین'۔ آپ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اس میں آپ ایک بے دین جماعت سے ضرور مختلف ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ واقعتا ہے کیا، اس پر نقطہ ہائے نظر کا اختلاف عملاً بے فائدہ ہے۔ بلکہ عبث ہے۔ دیکھنے والوں کے اعتبار سے یہ کئی کچھ ہے مگر حقیقت کے اعتبار سے یہ ایک متعین چیز ہے... ایک ایسی متعین چیز جو مختلف اطراف سے دیکھنے میں مختلف نظر آتی ہے!

ایسی چیز پر ظاہر ہے سب خوش رہ سکتے ہیں۔ 'سب' کو خوش رکھنا اور 'سب' کو ساتھ لے کر چلنا جمہوریت کا خاصہ ہے۔ اپنے ہاں بھی اپنا یہ خاصہ برقرار رکھنے میں یہ حیرت انگیز حد تک کامیاب ہے۔ تھوڑی بہت شکایتیں تو ہر کسی کو رہ سکتی ہیں اور 'شکایتیں' ہونا بھی جمہوریت ہی کا ایک دوسرا خاصہ ہے مگر ہر آدمی ہی اس کے ساتھ چل ضرور سکتا ہے!

ہر آدمی کا ساتھ چلنا اور ہر طبقے کی نمائندگی ہونا خود بخود معاملے کو کہیں 'بیچ' میں لے آتا ہے۔ ہر آدمی خود ہی سمجھ لیتا ہے کہ یہاں وہ اکیلا نہیں بلکہ یہاں ہر شخص کی __ 'ایک خاص

حد تک' __ سنی جانا ہے۔ ابھی شکر کیجئے کہ یہاں مسلمانوں کی تعداد کوئی اٹھانوے فیصد کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے اس لئے لگتا ہے کہ یہ نظام بس ایک مسلمانوں کو ہی ساتھ چلا رہا ہے حالانکہ یہ اس کے ساتھ خوامخواہ کا حسن ظن ہے! خدانخواستہ یہاں کبھی ہندوؤں اور سکھوں اور بدھوں کی تعداد کچھ زیادہ ہوتی پھر دیکھتے کہ 'خلافت راشدہ کی شورائیت' سے ثابت کیا جانے والا یہ نظام کیا عجب صورت دھارتا ہے! اگرچہ اس کا ایک اچھا خاصا مظاہرہ پھر بھی دیکھنے میں آ ہی جاتا ہے! یہ وہ نظام ہے جس کے اندر 'اہم معاملات' میں تو 'گرگے' صرف اپنی ہی چلاتے ہیں اور ان 'اہم معاملات' میں اکثریت اور اقلیت سب غیر متعلقہ ہوتے ہیں۔ البتہ عمومی اور غیر اہم معاملات میں یہ بہت سارے مختلف الخیال طبقات کو اکٹھا کرتا ہے جس کے باعث معاملہ خود ہی کہیں 'درمیان' میں آ رہتا ہے جس سے سب ہی نہ تو پوری طرح خوش ہو سکیں اور نہ ناراض! ہمارے کچھ لوگوں کے نزدیک یہ شورائیت ہے!

پس جہاں تک 'غیر اہم معاملات' کا سوال ہے تو یہاں مسئلہ بہت آسان ہے؛ سب کو جمع کر دو اور پھر ان کی اوسط نکال لو۔ جواب جو بھی آئے 'صحیح' ہی ہو گا!

مختلف الخیال طبقے خود ہی آپس میں ایک توازن پیدا کر لیتے ہیں۔ بس تھوڑی سی نگرانی کی ضرورت رہتی ہے اور اس کے لیے کئی ادارے اندرون وبیرون ملک کام کرتے ہیں!

چنانچہ آپ دیکھتے ہیں دیندار کیا بے دین، عالم کیا جاہل، عورت کیا مرد، امیر کیا غریب، اسلام پسند کیا غیر اسلام پسند، صنعتکار کیا مزدور، جاگیردار کیا متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے، کھلاڑی کیا اداکار... کونسے طبقے کی یہاں نمائندگی نہیں؟! یہاں تو جوان بہو بیٹیوں کی پوری

پوری نمائندگی ہے! یہاں سب اپنی اپنی کہیں گے اور سب کی باری باری سنی جائیگی۔ آپ بھی، باری آنے پر، اسلام نافذ کرنے کا مطالبہ کیجئے۔ البتہ آپکی مانی بھی جائے، اسکے کچھ اپنے قواعد وضوابط ہیں۔ یہ 'عادلانہ نظام' ہر کسی کے ساتھ ایک ساپیش آتا ہے! نیک کیا بد، حق کیا باطل، سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے! قلت و کثرت کے سوا کسی اور بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیازی یا ترجیحی سلوک کرنے کا ذرہ بھر روادار نہیں! ہر فریق کو اپنا مطالبہ سامنے لانے سے پہلے دیکھنا ہوتا ہے کہ اسکے پاس 'سیٹیں' کتنی ہیں! (کیا شک ہے کہ اسلام پسند یہاں ابھی تک اسلام نہیں لا پائے تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کے پاس 'سیٹیں' کافی نہیں تھیں)

آپ اسلام نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں یا کوئی بے دینی کا مطالبہ، آپ صحیح بات کر رہے ہیں یا غلط... آپ کی بات مانی جانے کے لیے اس نظام کی اپنی شروط ہیں۔ آپ کی بات اگر بالکل درست بھی ہے اور اس پر قرآن کی بیسیوں آیات کی قطعی دلالت تک اگر موجود ہے تو یہ مفروضہ پھر بھی درست نہیں کہ آپ کی بات مانی جانے کے لیے یہ بجائے خود ایک کافی بنیاد ہے کہ آپکے پاس شرعی دلائل ہیں لہٰذا اب تو یہ نظام آپ کی بات ماننے کا پابند ہی پابند ہے! کسی چیز کا فی نفسہ حق یا باطل ہونا یہاں مسئلے کی سرے سے بنیاد نہیں۔ یقین نہ آئے تو تجربہ کر لیجئے۔ کبھی اِسکو خدا کی آیات اور نبی کی احادیث سنا کر دیکھئے، اور توقع کیجئے کہ یہ پارلیمنٹ میں آپ کی 'سیٹوں' کی تعداد پوچھنے کی بجائے آپ سے آیات و احادیث سن کر "حق" کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا!!!

سیکولرازم اور سلطانیِ جمہور کا اصل کفر یہی ہے۔

اسلام کے اندر مسئلے کی بنیاد اس کا حق یا باطل 'ہونا' ہے۔ اللہ اور اس کا رسول جو فرما دے، وہ کسی بھی اضافی شرط کے بغیر اور خود بخود قانون تصور ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی شرط ہے تو وہ یہ کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچے کہ واقعی کوئی بات اللہ اور اسکے رسول نے کی ہے اور یہ کہ اس بات سے واقعی اللہ اور رسول کی منشا یہی ہے۔ مگر یہ نظام اس کو یہ درجہ تو خیر کیا دے گا کہ اللہ اور رسول جو فرما دے وہ آپ سے آپ قانون ہو، یہ اس پر توجہ کرنے کا بھی پابند نہیں۔ یہ اس کو جب چاہے گا آپ اپنی مرضی سے درخور اعتنا سمجھے گا نہ چاہے گا تو نہیں سمجھے گا اور فیصلہ بہر حال اکثریت رائے سے کرے گا۔ کوئی شخص ہمارے ساتھ اختلاف نہ کرے گا کہ خدا کے ٹھہرائے ہوئے 'حلال و حرام' کو یہاں 'اکثریت' حاصل ہوتی تو وہ کب کا 'قانون' بن چکا ہوتا۔

چنانچہ آپ کی بات درست ہے یا غلط، حق ہے یا باطل، اس میں قرآنی آیات کے جگہ جگہ حوالے پائے جاتے ہیں یا یہ گمراہی اور بے حیائی کی کھلی دعوت ہے... اسکے "پاس" ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے اور بڑا سادہ۔ یہ 'مساوات' پر اس قدر گہرا یقین رکھتا ہے کہ حق اور باطل اس کی نظر میں فی نفس الامر برابر ہیں۔ لہٰذا اس کو دیکھنا یہ نہیں ہوتا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا، اس کو پروا اس بات کی نہیں کہ آسمان سے محمد ﷺ پر کیا اترا اور زمین پر کیا کچھ خانہ سازی ہوئی۔ آیا بات اللہ کی ہے یا غیر اللہ کی۔ اس کو غرض کسی بات سے ہے تو وہ یہ کہ کسی قرارداد کو ووٹ کتنے پڑے۔ حق اور باطل اپنی ذاتی حیثیت میں اس کی بلا سے ایک برابر ہیں۔ حق کا بجائے خود حق ہونا اور باطل کا بجائے خود باطل ہونا اس کے حساب سے قطعی طور پر ایک

غیر متعلقہ سوال ہے۔

یہ اس نظام کا صریح ترین کفر ہے۔ یہ مغرب میں ہو یا مشرق میں اس کا یہ کفر ہر جگہ باقی ہے۔ کچھ 'اسلامی شقیں' یہاں اگر اس میں شامل کر دی گئی ہیں تو بھی ایسا نہیں کہ اِس کی یہ خاصیت اس سے اب ہمیشہ کے لیے جاتی رہی! حق کا بجائے خود حق ہونا اور باطل کا بجائے خود باطل ہونا اب بھی اس کے لیے فی الواقع ایک غیر متعلقہ سوال ہے۔ اللہ کے ہاں سے نازل ہوا ہونا کسی چیز کے خود بخود 'قانون' ہونے کے لیے اب بھی ناکافی ہے۔ خدا کے فرمائے ہوئے کو 'پاس' ہونے کے لیے اب بھی اکثریت کے ووٹ چاہئیں... اور اکثریت کے ووٹوں کا انتظار بھی...!

یہ حقیقت یہاں ہر شخص دیکھ سکتا ہے اور ہر وقت دیکھتا ہے۔ خدا کے احکام کو آسمان سے اترے ہوئے یقیناً چودہ سو سال ہو چکے۔ کوئی ہماری مدد کرے اور بتائے، خدا کے اِن اَحکام کو __ قانون کا درجہ پانے کے لیے __ اکثریت سے 'پاس' ہونے کے سوا اور کس چیز کا انتظار ہے؟؟؟

اور ذرا کوئی ہمیں یہ بھی بتائے کہ 'سلطانِ جمہور' کا شرک اس کے علاوہ کیا کچھ اور بھی ہے؟؟؟

جمہوریت کا یہ عالمی اصول __ یعنی سلطانِ جمہور بذریعہ نمائندگانِ جمہور __ ہر جگہ رائج ہے اور ہمارا ملک بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہمارے دانشوروں کو ابھی اصرار ہے کہ مغرب کی بجائے اس نظام کا مصدر و منبع خلافت راشدہ کو مانا جائے!

سبحان اللہ! خلافتِ راشدہ... اور خدا کے نازل کردہ احکام کا، ’قانون‘ کا رتبہ پانے کے لیے، مخلوق کے ہاتھوں ’پاس‘ ہونے پر موقوف رہنا... یہ کفر تو ہمارے دورِ ملوکیت میں نہیں ہوا!

گزشتہ                آگے پڑھیے